[1999] سپریم کورٹ رپوٹس 2.S.C.R

از عدالت عظمی

آئی آر کوئلہو (مردہ) قانونی نمائندوں کے ذریعہ وغیرہ

بنام

اسٹیٹ آف تمل ناڈو وغیرہ

14 ستمبر 1999

[ایس پی بھروچا، بی این کرپال، وی این کھرے، سید شاہ محمد قادری اور ڈی پی مہاپترا، جسٹسز]

آئین ہند:

آرٹیکل 31اے اور 31بی – گڈلور جنمم اسٹیٹس (خاتمہ اور ریوتواری میں تبدیلی) ایکٹ، 1969 کا اندراج اور مغربی بنگال لینڈ ہولڈنگ ریونیو ایکٹ 1979 آئین کے نویں شیڈول میں – بڑی بنچ کو بھیجے گئے معاملے کی جواز – ومن راؤ اور بھیم سنگھ جی کے فیصلوں پر بھی بڑی بنچ غور کرے گی۔

ومن راؤ اور دیگران وغیرہ بنام یونین آف انڈیا اور دیگران [1981] 2 ایس سی آر 1 اور مہاراؤ صاحب سری بھیم سنگھ جی وغیرہ بنام یونین آف انڈیا اور دیگران [1985] ضمیمہ 1 ایس سی آر 862، حوالہ دیا گیا۔

بالما ڈیز بنام ریاست تامل ناڈو، [1973] 1 ایس سی آر 258؛ تقدس کیشوانند بھارتی سری پد اگلورو بنام ریاست کیرالہ، [1973] ضمیمہ ایس سی آر 1 اور منروا ملز لمیٹڈ اور دیگران بنام یونین آف انڈیا اور دیگران [1981] 1 ایس سی آر 206، حوالہ دیا گیا۔

دیوانی اپلیٹ دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 1976 وغیرہ کا 1344–45۔

1974 کے ڈبلیو پی نمبر 4386 اور 1975 کے 90 میں مدراس عدالت عالیہ کے 23.9.76 کے فیصلے اور حکم سے۔

کے این راول، ایڈیشنل سالیسٹر جنرل، ایف ایس نریمن، پی پی راؤ، راجو رامچندرن، شانتی بھوشن، آر موہن، پی ایچ پاریکھ، امیت ڈھنگرا، محترمہ اندو پی ورما، پرشانت کمار، جوزف پوکٹ، راجیو شرما، سنجے ہیگڑے، محترمہ سشما سوری، مسز انیل کٹیار، پی پرمیشورن، کرشن مہاجن، آر کے گپتا، اے ماریار پوتھم، محترمہ ارونا ماتھر، ایم کرشنا مورتی، ایچ وی پی شرما، آر نیڈ مارن، حاضر پارٹیوں کے لیے تارا چندر شرما، رتھن داس، راجیش اور اعجاز مقبول۔

عدالت کا مندرجہ ذیل حکم دیا گیا:

گڈلور جنمم اسٹیٹس (منسوخی اور ریوتواری میں تبدیلی) ایکٹ، 1969 (جنمم ایکٹ)، جہاں تک کہ اس نے ریاست تامل ناڈو میں جنمم اسٹیٹس میں جنگلاتی اراضی حاصل کی تھی، کو اس عدالت نے بالماڈیز بنام ریاست تامل ناڈو، [1973] 1 ایس سی آر 258 میں مسترد کر دیا تھا کیونکہ یہ آئین کے آرٹیکل 31 اے کے ذریعے محفوظ زرعی اصلاحات کا اقدام نہیں پایا گیا تھا۔ مغربی بنگال لینڈ ہولڈنگ ریونیو ایکٹ، 1979 کی دفعہ 2 (سی) کو کلکتہ عدالت عالیہ نے من مانی اور اس لیے غیر آئینی قرار دیتے ہوئے مسترد کر دیا تھا اور ریاست مغربی بنگال کے فیصلے کے خلاف دائر خصوصی رخصت کی عرضی کو خارج کر دیا گیا تھا۔ آئین (چونتیسویں ترمیم) ایکٹ کے ذریعے جنمم ایکٹ کو مکمل طور پر نویں شیڈول میں شامل کیا گیا۔ آئین (چھیاسٹھویں ترمیم) ایکٹ کے ذریعے، مغربی بنگال لینڈ ہولڈنگ ریونیو ایکٹ، 1979، مکمل طور پر، نویں شیڈول میں شامل کیا گیا تھا۔ یہ اندراج ان اپیلوں اور رٹ درخواستوں میں چیلنج کا موضوع ہیں۔ دلیل ہے کہ یہ قوانین، جن میں اس کے وہ حصے بھی شامل ہیں جنہیں ختم کر دیا گیا تھا، نویں شیڈول میں جائز طور پر شامل نہیں کیے جاسکتے تھے۔ یہ دو شماروں پر منحصر ہے: (1) عدالتی جائزہ آئین کی ایک بنیادی خصوصیت ہے؛ نویں شیڈول میں ایک ایسا ایکٹ شامل کرنا جسے عدالتی جائزے کے اختیار کو استعمال کرتے ہوئے غیر آئینی قرار دیا گیا ہو، آئین کے بنیادی ڈھانچے کو تباہ یا نقصان پہنچانا ہے (2) 24 اپریل 1973 کے بعد نویں شیڈول میں داخل کرنا، ایک ایسا ایکٹ جسے یا جس کا ایک حصہ، آئین کے حصہ III کے ذریعہ دیئے گئے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہونے کی وجہ سے ختم کر دیا گیا ہے، اس کے بنیادی ڈھانچے کو تباہ یا نقصان پہنچانا ہے۔

آرٹیکل 31 بی فراہم کرتا ہے :

"31B- بعض قوانین اور ضوابط کی توثیق۔ — آرٹیکل 31 اے میں موجود توضیعات عامیت پر جانبداری کے بغیر، نویں شیڈول میں بیان کردہ کوئی بھی ایکٹ اور ریگولیشن اور نہ ہی اس کی کوئی بھی شق اس بنیاد پر کالعدم سمجھی جائے گی کہ ایسا ایکٹ، ریگولیشن یا شق اس حصے کی کسی بھی شق سے مطابقت نہیں رکھتی، یا اس کے ذریعے دیے گئے کسی بھی حق کو چھین لیتی ہے یا کم کرتی ہے، اور اس کے برعکس کسی عدالت یا ٹریبونل کے کسی بھی فیصلے، ڈگری یا حکم کے باوجود، مذکورہ قوانین اور ضوابط میں سے ہر ایک، کسی بھی مجاز مقننہ کے اسے منسوخی، منسوخ ہونا یا ترمیم کرنے کے اختیار کے تابع، نافذ رہے گا۔

وامن راؤ اور دیگران وغیرہ بنام یونین آف بھارت اور دیگران [1981] 2 ایس سی آر 1 میں اس عدالت کے آئینی بنچ کے فیصلے میں آرٹیکل 31 بی سے نمٹا گیا۔ اس نے کیشوانند بھارتی، [1973] ضمیمہ ایس سی آر 1 کے معاملے میں اس عدالت کے فیصلے کا حوالہ دیا، جس نے 24 اپریل 1973 کو فیصلہ دیا، جہاں اکثریت نے یہ فیصلہ دیا کہ " پارلیمنٹ کو آئین میں ترمیم کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے تا کہ اس کی بنیادی یا ضروری خصوصیات یا اس کے بنیادی ڈھانچے کو نقصان پہنچایا جاسکے یا تباہ کیا جاسکے"۔ وامن راؤ کے معاملے میں حکم یہ تھا کہ آئین میں تمام ترامیم جو 24 اپریل 1973 سے پہلے کی گئی تھیں اور جن کے ذریعے نویں شیڈول میں وقتاً فوقتاً مختلف قوانین اور ضوابط کو شامل کر کے ترمیم کی گئی تھی، درست اور آئینی تھیں۔ 24 اپریل 1973 کو یا اس کے بعد آئین میں کی گئی ترامیم جس کے ذریعے نویں شیڈول میں وقتاً فوقتاً مختلف قوانین اور ضوابط کو شامل کر کے ترمیم کی گئی تھی،" اس بنیاد پر چیلنج کرنے کے لیے کھلے تھے کہ وہ، یا ان میں سے کوئی ایک یا زیادہ پارلیمنٹ کے آئینی اختیار سے باہر ہیں کیونکہ وہ آئین یا اس کے بنیادی ڈھانچے کی بنیادی اور ضروری

خصوصیات کونقصان پہنچاتے ہیں" ۔ومن راؤ کے حکم میں" اس طرح کی بعد کی آئینی ترامیم کے جواز کا اعلان نہیں کیا گیا سوائے یہ کہنے کے کہ اگر کوئی ایکٹ یا ضابطہ شامل ہے ۔نویں شیڈول میں 24 اپریل 1973 کے بعد کی گئی آئینی ترمیم کے ذریعے آرٹیکل 31اے کے ذریعے محفوظ کیا گیا ہے، یا آرٹیکل 31 سی کے ذریعے جیسا کہ یہ بائیتالیسویں ترمیم کے ذریعے اس کی ترمیم سے پہلے تھا، متعلقہ آئینی ترمیم کے جواز کو چیلنج جس کے ذریعے اس ایکٹ یا ضابطے کو نویں شیڈول میں اس بنیاد پر رکھا گیا ہے کہ یہ ترمیم آئین یا اس کے بنیادی ڈھانچے کی کسی بنیادی یا ضروری خصوصیت کو نقصان پہنچاتی ہے یا تباہ کرتی ہے جیسا کہ آرٹیکل 14 ، 19 یا 31 میں ظاہر ہوتا ہے، غیر متزلزل ہو جائے گا۔ چندر چوڑ، چیف جسٹس نے ومن راؤ میں اپنے فیصلے میں کہا کہ 24 اپریل 1973 سے پہلے نویں شیڈول میں شامل قوانین اور توضیعات "اس بنیاد پر چیلنج کرنے کے لیے کھلے نہیں ہوں گے کہ وہ آئین کے حصہ III کی کسی بھی شق کے ذریعے دیے گئے کسی بھی حق سے مطابقت نہیں رکھتے یا اسے چھینتے یا کم کرتے ہیں۔ وہ قوانین اور ضابطے جو 24 اپریل 1973 کو یا اس کے بعد نویں شیڈول میں شامل ہیں یا ہوں گے، انہیں آرٹیکل 31 بی کا تحفظ اس واضح وجہ سے نہیں ملے گا کہ کیشوانند بھارتی (اوپر) میں فیصلے کے پیش نظر نویں شیڈول میں اضافہ کرنے کا کوئی جواز نہیں تھا تاکہ اس میں شامل قوانین کو مکمل تحفظ فراہم کیا جا سکے۔ مختلف آئینی ترامیم جن کے ذریعے 24 اپریل 1973 کو یا اس کے بعد نویں شیڈول میں اضافہ کیا گیا تھا، صرف اس صورت میں درست ہوں گی جب وہ آئین کے بنیادی ڈھانچے کو نقصان یا تباہ نہیں کریں گے۔ بھگوتی، جسٹس نے ایک ایسا فیصلہ دیا جو ومن راؤ اور منروا ملز لمیٹڈ اور دیگران بنام یونین آف انڈیا اور دیگران [1981] 1 ایس سی آر 206 کے لیے مشترکہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ" کیشوانند بھارتی کے معاملے میں فیصلے کے بعد کی گئی تمام آئینی ترامیم کو بنیادی ڈھانچے کے نظریے کے حوالے سے آزمانا ہوگا، کیونکہ پارلیمنٹ کے پاس یہ کہنے کا کوئی بہانہ نہیں ہوگا کہ اسے اپنے ترمیم کے اختیارات کی حد معلوم نہیں ہے" ۔انہوں نے مزید کہا کہ" ہر اس معاملے میں جہاں آئینی ترمیم میں نویں شیڈول میں کوئی قانون یا قوانین شامل ہیں، اس کی آئینی جواز پر بنیادی ڈھانچے کے نظریے کے حوالے سے غور کرنا ہوگا اور اس طرح کی آئینی ترمیم کو اس حد تک کالعدم قرار دیا جائے گا جس سے یہ کسی خاص بنیادی حق کی خلاف ورزی کے خلاف تحفظ کے مطابق آئین کے بنیادی ڈھانچے کو نقصان پہنچاتا ہے یا تباہ کرتا ہے" ۔

ومن راؤ کے فیصلے پر ایک بڑی بنچ کے ذریعے غور کرنے کی ضرورت ہے تاکہ اس میں موجود بظاہر تضادات کو دور کیا جا سکے اور یہ واضح کیا جا سکے کہ آیا کوئی ایسا ایکٹ یا ضابطہ جو یا جس کا ایک حصہ اس عدالت کے ذریعے آرٹیکل 14 ، 19 اور 31 کے ذریعے دیے گئے ایک یا زیادہ بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کرنے والا پایا گیا ہے، نویں شیڈول میں شامل کیا جا سکتا ہے یا یہ نویں شیڈول میں ترمیم کرنے والی صرف ایک آئینی ترمیم ہے جو آئین کے بنیادی ڈھانچے کو نقصان پہنچاتی ہے یا تباہ کرتی ہے جسے ختم کیا جا سکتا ہے۔

ومن راؤ کا فیصلہ کرنے والی آئینی بنچ نے مہاراؤ صاحب سری بھیم سنگھ جی وغیرہ بنام یونین آف انڈیا اور دیگران وغیرہ [1985] ضمیمہ 1 ایس سی آر 862 کے معاملے کا بھی فیصلہ کیا۔ اربن لینڈ (سیلنگ اینڈ ریگولیشن) ایکٹ ، 1976 اس فیصلے کا موضوع تھا۔ اسے آئین (چالیسویں ترمیم) ایکٹ کے ذریعے نویں شیڈول میں شامل کیا گیا تھا۔ جسٹس تلزاپور کرنے پورے ایکٹ کو غیر آئینی قرار دیا۔ دیگر چار فاضل ججوں نے اس حد تک اس سے اتفاق کیا کہ ایکٹ کی دفعہ 27(1) کا ایک حصہ غیر آئینی تھا۔ دفعہ 27(1) اس طرح پڑھتی ہے :

" 27(1) فی الحال نافذ کسی دوسرے قانون میں موجود کسی چیز کے باوجود، لیکن دفعہ 5 کی ذیلی دفعہ (3) اور دفعہ 10 کی ذیلی دفعہ

(4) توضیعات کے تابع، کوئی بھی شخص فروخت، پٹہ تحفہ، پٹہ کے ذریعے دس سال سے زیادہ کی مدت کے لیے منتقل نہیں کرے گا، یا بصورت دیگر، کسی عمارت کے ساتھ کوئی شہری یا شہری قابل زمین (چاہے وہ اس ایکٹ کے آغاز سے پہلے یا بعد میں تعمیر کی گئی ہو) یا ایسی عمارت کا صرف ایک حصہ اس طرح کے آغاز کے دس سال کی مدت کے لیے یا اس تاریخ سے جس پر عمارت تعمیر کی گئی ہو، جو بھی بعد میں ہو، سوائے اس کے کہ اس کی تحریری اجازت کے ساتھ۔ مجاز اتھارٹی۔"

تلنز اپورکر، جسٹس، کرشنا ایئر، جسٹس اور اے پی سین، جسٹس نے الگ الگ فیصلے دیے۔ چندر چوڑ، چیف جسٹس نے اپنی اور بھگوتی، جے کی جانب سے کہا کہ وہ بعد میں ایک تفصیلی فیصلہ دیں گے۔ لیکن، بعد میں، انہوں نے ایک حکم جاری کیا جس میں کہا گیا کہ انہوں نے کرشنا آئیر، جے کے فیصلے بذریعے جائزہ لیا اور پتہ چلا کہ ایسا کچھ بھی نہیں ہے جس میں وہ مفید طور پر اضافہ کر سکیں۔ جسٹس تلنز اپورکر نے دفعہ 27(1) کو اس وجہ سے منسوخ کر دیا کہ اس نے اجازت دینے یا انکار کرنے کے اختیار کے من مانی استعمال کو مناسب طریقے سے کنٹرول نہیں کیا۔ اس شق کو ان کی طرف سے آرٹیکل 14 کی خلاف اختیار سے باہر پایا گیا تھا اور اس لیے اسے غیر قانونی اور غیر آئینی قرار دیتے ہوئے مسترد کر دیا گیا تھا۔ اے پی سین، جے نے یہ نظریہ اختیار کیا کہ خالی زمین یا عمارت کی فروخت، پٹہ تحفہ یا لیز کے ذریعے دس سال سے زیادہ کی مدت کے لیے لین دین کو منجمد کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے حالانکہ ایسی زمین، اس پر تعمیر کے ساتھ یا اس کے بغیر، حد کے اندر آتی ہے۔ آرٹیکل 19(1)(ایف) کے تحت کسی شہری کو ضمانت شدہ جائیداد حاصل کرنے اور اسے ٹھکانے لگانے کا حق اس کے ساتھ کسی بھی جائیداد کو نہ رکھنے کا حق رکھتا ہے۔ یہ سمجھنا مشکل تھا کہ کس طرح ایک شہری کو اس کی مرضی کے خلاف جائیداد رکھنے پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔ اگر کسی شخص کی ملکیت والی خالی زمین شہری اکٹھا کرنے کی حد کے اندر آتی ہے، تو وہ ایکٹ کے دائرہ کار سے باہر تھا اور اسے ایکٹ کی کسی بھی شق کے تحت نہیں چلایا جا سکتا تھا۔ اس لیے جج نے فیصلہ دیا کہ دفعہ 27(1) توضیعات اس حد تک غلط ہیں کیونکہ وہ کسی شہری کے شہری علاقے میں اپنی شہری جائیداد کو حد کے اندر ٹھکانے لگانے کے حق کو متاثر کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ جسٹس کرشنا ایئر نے دفعہ 27(1) توضیعات پر بحث نہیں کی، لیکن انہوں نے" دفعہ 27(1) کی جزوی منسوخی کے حوالے سے" فاضل چیف جسٹس سے اتفاق کیا۔ معروف چیف جسٹس نے اپنے پہلے کے مختصر حکم میں کہا تھا کہ دفعہ 27 (1) اس حد تک غلط تھی کیونکہ اس نے چھت کے علاقے میں کسی بھی شہری یا شہری قابل جائیداد کی منتقلی پر پابندی عائد کی تھی۔ اس طرح کی جائیداد دفعہ 27(1) میں مذکور رکاوٹوں کے بغیر قابل منتقلی تھی۔

متعلقہ بات یہ ہے کہ تلنز اپورکر، جسٹس اور اے پی سین، جسٹس نے دفعہ 27(1) کو جزوی طور پر آرٹیکل 14 اور 19(1) (ایف) کے ذریعے دیے گئے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کے لیے کالعدم قرار دے دیا، جسٹس کرشنا ایئر نے مزید کہا:

" بنیادی خصوصیت کے ساتھ دھوکہ دہی محض آرٹیکل 14 کی خلاف ورزی نہیں ہے بلکہ مساوی انصاف کی سچائی کا ایک چونکا دینے والا، غیر صحت بخش یا غیر اخلاقی مذاق ہے۔ اگر کوئی قانون سازی اس حد تک جاتی ہے تو اس سے جمہوری بنیاد لرز اٹھتی ہے اور اسے سزائے موت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔"

بھیم سنگھ جی کیس کے فیصلے پر بھی بڑی بنچ کو مذکورہ بالا نتیجے پر پہنچنے کے مقاصد کے لیے غور کرنا ہوگا۔

اس کے مطابق، ہم یہ مناسب سمجھتے ہیں کہ ان رٹ درخواستوں اور اپیلوں کو فیصلے کے لیے ایک بڑے بنچ، ترجیحی طور پر نو فاضل ججوں کے پاس بھیجا جائے۔ کاغذات اور کارروائی کو مناسب احکامات کے لیے بھارت کے فاضل زچیف جسٹس کے سامنے رکھا جائے گا۔

آر۔ پی۔

اپیل اور درخواست ابھی زیر التوا ہے

Javeed Ahmed Geelani
2024.10.09 16:55
I am the author of this document